Research Journal
Tahqeeqat
eISSN: 2791-0342
pISSN: 2791-0334
ریسرچ جرنل
تحقیقات

سانیٹ میں حمد نگاری

Urdu Hamd in the form of Sonnet

Dr. Fouzia Anjum
Assistant Professor, Department of Urdu, Govt. Graduate College, Samundri

ڈاکٹر فوزیہ انجم
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، سمندری

Abstract

The fundamental characteristic of Hamd is that it involves the poet's attempt to express the attributes of Allah, the Almighty, in the form of words. Allah, the Creator and Sovereign of the entire universe, possesses countless qualities. He is the First and the Last. He has always existed and will always remain. He is not in need of anyone, while everyone is in need of Him. He has bestowed innumerable blessings upon His worshippers. It is the duty of the devotee to express gratitude for these blessings. The more gratitude one expresses, the more pleased Allah will be. Among Urdu poets, it is hard to find a name that has never composed Hamd. The tradition of Hamdia poetry in Urdu is as old as the language itself. In this language, songs of praise and glorification of Allah have always been sung. Poets have made the blessed essence and exalted attributes of Allah their subject and have expressed them in various forms. This article discusses the analysis of a Hamd written in the form of a sonnet.

Keywords: *Hamd, Praise, God's attributes, Poetry, Urdu Poetry, Sonnet, Language, Glorification*

کلیدی الفاظ: حمد، تعریف، خدا کی صفات، شاعری، اردو شاعری، سانیٹ، زبان، تسبیح

سانیٹ اطالوی لفظ "سانیتو" سے ماخوذ ہے۔ سانیتو کے لفظی معنی راگ یا مختصر آواز کے ہیں۔ اصطلاحی معنوں میں سانیٹ چودہ مصرعوں پر مشتمل نظم کی ایک غنائی ہیئت ہے جس میں چودہ مصرعے ہوتے ہیں۔ اس میں بحر اور قوافی کا ایک مخصوص نظام ہوتا ہے۔ اردو میں سانیٹ انگریزی کے توسط سے داخل ہوا۔ اردو میں بھی انگریزی کی طرح سانیٹ کی تین شکلیں دیکھنے کو مل رہی ہیں۔ 1 پیٹرارکی سانیٹ 2 شیکسپیری سانیٹ 3 اسپنسری سانیٹ۔ اردو میں سانیٹ کی آمد زیادہ پرانی نہیں اور نہ ہی بہت زیادہ مقبول ہے۔ انگریزی میں سانیٹ کے لیے ایک ہی بحر مخصوص ہے، مگر اردو میں کسی بحر کو مخصوص نہیں کیا گیا۔ اردو میں سب سے زیادہ سانیٹ لکھنے والے شاعر عزیز تمنائی ہیں۔ انہوں نے بھی اپنی کتاب "برگِ نوخیز" میں سانیٹ کے لیے ایک سے زائد مختلف ہیئتیں استعمال کی ہیں۔ اردو زبان میں سانیٹ کا پہلا مجموعہ "نغمات" کے نام سے 1942ء میں اشاعت پزیر ہوا۔ جس کے خالق شائق وارثی ہیں۔ اردو میں اب تک سب سے قدیم سانیٹ اخترؔ جوناگڑھی کا ملا ہے۔ [1] یہ سانیٹ شہر خموشاں کے عنوان سے نومبر 1914ء کے "الناظر" لکھنو میں شائع ہوا تھا اخترؔ جوناگڑھی کے بعد ن۔ م راشدؔ اور اخترؔ شیرانی کا نام آتا ہے۔ ڈاکٹر عنوان چشتی لکھتے ہیں:

> "اس دور میں دوسرے شعراء مثلاً احمد ندیمؔ قاسمی، اخترؔ ہوشیار پوری، طفیلؔ ہوشیار پوری، تابشؔ صدیقی، منوہر لال ہادیؔ اور سلامؔ مچھلی شہری وغیرہ نے بھی سانیٹ لکھے۔ یہ دور سانیٹ نگاری کا دورِ عروج ہے۔"[2]

عام طور پر سانیٹ غزل کی طرح ہوتا ہے، یعنی اس میں عشقیہ مضامین بیان کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ سانیٹ نگاری کے لیے حسنِ فطرت، سیاسی یا معاشرتی موضوعات کا انتخاب بھی کیا گیا ہے۔ مذہبی افکار کو بھی سانیٹ کا موضوع بنایا گیا ہے۔ خدائے بزرگ و برتر کی حمد سانیٹ میں بھی کہی گئی ہے۔ اکثر سانیٹ نگاروں کے ہاں حمدیہ سانیٹ بھی مل جاتے ہیں۔ حمد و نعت کے نامور شاعر تنویر پھولؔ کو یہ شرف ملا ہے کہ انہوں نے

حمدیہ سانیٹ کا مجموعہ "ارحم الراحمیں" کے نام سے شائع کروایا جو کہ حمدیہ سانیٹ کا پہلا مجموعہ ہے۔ اردو میں کچھ شعراء بلا عنوان سانیٹ کہہ رہے ہیں اور بعض شعراء نے سانیٹ کو باقاعدہ عنوان کے تحت لکھا ہے۔ تنویر پھول نے حمدیہ سانیٹوں کے باقاعدہ نام تو نہیں لکھے البتہ ہر سانیٹ کے آغاز میں عنوان کے مانند لفظ "اللہ" درج ہے:

اللہ

ذات واحد ہے تیری تو معبود ہے
تیری قدرت ہماری نگہباں ہوئی
تیری حکمت پہ مخلوق حیراں ہوئی
عقل انساں جو رکھتا ہے محدود ہے
حمد زیبا تجھے تو ہی محمود ہے
حق یہاں آ گیا اور باطل گیا
سرکشی جس نے کی خاک میں مل گیا
آج فرعون ہے اور نہ نمرود ہے
تیرا محکوم ہے ذرہ ذرہ یہاں
تو نہ چاہے تو پتہ ہلے کس طرح
روز و شب کے ہوں یہ سلسلے کس طرح
صرف تو ہی چلائے نظامِ جہاں
ارحم الراحمیں بس تری ذات ہے
پھول پر تیری رحمت کی برسات ہے[۳]

تنویر پھولؔ کے مجموعہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ سارے کے سارے سانیٹ شیکسپئیری سانیٹ ہیں۔ سولہویں صدی کے نصف اول میں ہنری ہاورڈ سرل آف سرے نے انگریزی میں سانیٹ کی ایک بالکل نئی شکل وضع کی جو تکنیک کے اعتبار سے اطالوی سانیٹ سے بالکل مختلف تھی۔ اس طرح کے سانیٹ میں پانچ کی بجائے سات قافیے استعمال ہوتے ہیں۔ سانیٹ کی یہ فارم دو حصوں کی بجائے چار حصوں میں منقسم ہوتی ہے۔ اس میں تین مربع استعمال کیے جاتے ہیں۔ ہر مربع میں علاحدہ علاحدہ دو قافیے اس طرح نظم کیے جاتے ہیں کہ پہلا مصرعہ تیسرے مصرعے کا ہم قافیہ اور دوسرا مصرعہ چوتھے مصرعے کا ہم قافیہ ہوتا ہے۔ چوتھا حصہ دو آخری مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ ان میں نظم کیا جانے والا قافیہ پہلے تین بندوں کے قوافی سے مختلف ہوتا ہے۔

اس طرح سرے کے ایجاد کردہ سانیٹ میں قافیہ کی ترتیب مندرج ذیل ہے:

اب اب، ج د ج د، ہ د ہ د، ز ز

اگرچہ یہ سرے کی وضع کردہ ترکیب ہے مگر یہ سانیٹ شیکسپیئری سانیٹ کے نام سے مشہور ہوا کیوں کہ شیکسپیئر نے اسے اپنے کمالِ فن سے مقبولیت کی سند دلوائی اور انگریزی سانیٹ کو دوام بخشا۔ حالانکہ شیکسپیئر سے قبل سر فلپ سڈنی اس تکنیک میں سانیٹ لکھ چکے تھے۔ انگریزی سانیٹ اطالوی سانیٹ کی نسبت کافی آسان ہے۔

تنویر پھولؔ کے لکھے ہوئے مندرج ذیل اردو حمد یہ سانیٹ کی مثال ملاحظہ ہو:

آسماں کو دیئے تو نے شمس و قمر
ذرے ذرے سے ظاہر ہے قدرت تری
تو نے ہی یاں ہے ہر چیز تخلیق کی
تو نے بندوں کو بخشا ہے علم و ہنر
تیری خلاقی ہر شے میں ہے سر بسر
روئی، ریشم دیا اون، لوہا دیا
تیرے بندوں نے پھر کام ان سے لیا
فضل سے تیرے محنت کا پایا ثمر
خالقِ کل یقیناً تری ذات ہے
تو نے مخلوق کو نعمتیں بخش دیں
لہلہائی ہے تیرے کرم سے زمیں
اہلِ عالم پہ رحمت کی برسات ہے
یہ عطا ہے تری خالقِ دو جہاں
پھول ہے حمد میں تیری رطب اللساں(4)

اردو زبان میں ایک خاص جاذبیت ہے۔ اسے دیگر زبانوں کے الفاظ اور ان کی ہیئتیں اپنے اندر جذب کر لینے میں ایک خاص ملکہ حاصل ہے۔ اسی لیے آج دیکھیں تو غزل، ناول، ڈرامہ کسی طور اجنبی محسوس نہیں ہوتے۔ ہیئت مشرقی ہو یا مغربی اردو زبان نے اسے کھلے دل سے خوش آمدید کہا۔ نظم مغرب سے دو آمد شدہ ہے۔ اس کی کچھ ہیئتیں جو ہندوستانی فضا سے میل کھاتی تھیں۔ وہ اردو میں رچ بس گئیں کچھ ہنوز اجنبی محسوس ہوتی ہیں۔ جو جو ہیئتیں اجنبی محسوس ہوتی ہیں، ان میں نوع بہ نوع تجربات جاری رہتے ہیں۔ کچھ ایسی ہی صورت حال سانیٹ کی ہے، جو ابھی تک پوری

طرح پنپ نہیں سکی، مگر اپنی ایک شناخت بنا کر اپنا وجود تسلیم ضرور کروا چکی ہے۔ اردو شعراء نے سانیٹ میں بھی حمد نگاری کے اعلیٰ نمونے چھوڑے ہیں۔ "صنعتِ مہملہ" یا "غیر منقوطہ" میں اپنا مافی الضمیر کامیابی سے بیان کر دینا بلاشبہ ایک مشکل مرحلہ ہے۔ خاص طور پہ جب معاملہ خدائے بزرگ و برتر کی حمد و ثناء کا ہو تو یہ شاعر کی معراجِ فن کے بغیر ممکن نہیں۔ درج ذیل صنعت عاطلہ میں لکھا گیا حمد یہ سانیٹ جو کہ تنویر پھولؔ کی قابلِ قدر کاوش ہے۔

یہ حمد یہ سانیٹ اپنے اندر نعت کی خوشبو بھی سمیٹے ہوئے ہے:

وہی ہے داورِ عالم وہی ہے حاکمِ عالم
ارم رکھے مہک اس کی وہی دائم وہی واحد
سحر کی ہو ہوا، گل ہو، کلی ہو، ہے ہر اک حامد
ہر اک طائر کہے ہم سے اسی کی حمد ہو ہر دم
کرم اس کا ہے لا محدود اس کا اسم ہے ارحم
کوئی محروم ہو کس طرح اس کے اسمِ اکرم سے
ملے گوہر عطا کے آمدِ سرکار ﷺ عالم سے
وہ ہے اللہ اور اس کے محمد ﷺ مرسلِ اکرم
کرم سے اس کے ہے معمور در مکہ اسی کا گھر
کرے ہم کو رہا ہر اک ا لم سے واحد و اعلیٰ
وہی راحم وہی ارحم وہی اے دل کرم والا
عطائے مالکِ عالم ورودِ احمدِ سرور ﷺ
وہ کل عالم کا مولا ہے اسی کا اسم ہے اللہ
وہ عالم ہے وہ ہے علام دل کے حال سے آگاہ(5)

اُردو میں پہلے سانیٹ کے خالق کے بارے میں محققین کے درمیان کافی اختلافات پائے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی، حکیم یوسف احسن اور قیوم نظر اخترؔ شیرانی کو اردو سانیٹ کا بانی قرار دیتے ہیں۔ عزیزؔ تمنائی کے مطابق سانیٹ کا وجود عظمتؔ اللہ خاں، ن۔م راشدؔ اور اخترؔ شیرانی کی مشترکہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔ البتہ یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ اردو میں حمد یہ سانیٹ کا اولین مجموعہ "ارحم الرحمین" ہے جو کہ تنویرؔ پھول کا کارنامہ ہے۔ "ارحم الراحمین" میں تین عدد غیر منقوطہ سانیٹ بھی شامل ہیں۔

حنیف کیفی اپنی کتاب "اردو شاعری میں سانٹ" کے اندر اردو میں سانیٹ کی شاعرانہ قدر و قیمت طے کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سانٹ داخلی شاعری کی ایک حسین صنف ہے۔ اور شاعری و فن کاری کا اعلیٰ ترین امتزاج ہے۔ ایک مخصوص بحر اور قافیوں کی مقررہ ترتیب میں نظم کی جانے والی چودہ مصرعوں کی یہ نظم فنی اعتبار سے مغربی اصنافِ شاعری میں مکمل ترین تصور کی جاتی ہے۔ اس میں بڑا توازن و تناسب پایا جاتا ہے جو اس کی طاقت اور توانائی کا باعث ہے۔ اسی کے ساتھ یہ بڑی نازک مزاج بھی ہے۔ یہ کسی قسم کا جھول برداشت نہیں کر سکتی۔"(6)

خلیل الرحمن رازؔ کا مجموعہ سانیٹ "سوا سو سانیٹ" کے نام سے منظرِ عام پر آیا جس میں راز کے دو حمد یہ سانیٹ بھی موجود ہیں راز نے سانیٹ میں نئے تجربے بھی کیے اور دیباچہ میں اس کی وضاحت بھی کر دی۔ انہوں نے ہر سانیٹ کو عنوان دیا ہے۔ اور ہر سانیٹ کے نیچے ایک مخفف درج ہے مثلاً:

شک ------------- شیکسپیئری طرز
سپ ------------- اسپنسری طرز
پٹ ------------- پٹرارکی طرز
ار ------------- اردو طرز
شر ------------- اختر شیرانی طرز
خص ------------- راقم کی خاص طرز

سوا سو سانیٹ کا آغاز کا سانیٹ ملاحظہ ہو:

حمد

بنام جہاں دار جہاں آفریں
وہ زخمہ زنِ نغمہ کن فکاں
وہ جس نے اتاری کتابِ مبیں
ضیا جس کی ہے تابش کہکشاں
وہ جس نے بنائے زمیں آسماں
وہ جس نے اگائے درخت اور پھول
وہ جلوے ہیں جس کے بہار و خزاں
ہدایت کو بھیجے ہیں جس نے رسول

وہ جس کی نشانی ہیں عذرا، بتول
سمیع و بصیر و علیم و خبیر
دعائیں جو کرتا ہے سب کی قبول
ہیں محتاج جس کے امیر و فقیر
نہ کر دے فنا ہم کو زہر انا
خدایا ہمیں اپنا بندہ بنا(7)

مذکورہ بالا سانیٹ اسپینسری تکنیک میں لکھا گیا ہے۔

رازؔ پڑھے لکھے عالم و فاضل شاعر ہیں۔ تاریخ اور فلسفہ پہ گہری نظر رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر حنیف کیفی نے اپنی کتاب "اردو شاعری میں سانٹ" کے مقدمہ میں سانیٹ کی اولین تخلیق کے سلسلے میں فرانس کے ایک صوبے کا ذکر کیا ہے۔ مزید لکھا ہے کہ سانیٹ نے جنم کہیں بھی لیا ہو پروان وہ اٹلی میں چڑھا ہے۔ خلیل الرحمن رازؔ نے اس مقدمے کی روشنی میں اپنا خیال ظاہر کیا ہے کہ اگر یہ صنف تیرہویں صدی عیسویں میں فرانس، سسلی یا اٹلی میں رونما ہوئی تو بہت ممکن ہے اس کی بنیاد اسلامی ادبیات و روایات پر ہو اور اس کا اصل ماخذ عربی لفظ صنعت یا صناعت ہو۔ صنعت کے معنی ہیں کاریگری اور اور فنکاری اور سانیٹ کا اسلوب فنکاری پر ہی مشتمل ہے۔ مشرقی ادبیات کے طالب علم ہی یہ تحقیق کر سکتے ہیں۔ تا کہ حقیقت کی طرف ایک اور در وا ہو سکے۔ رازؔ کے مجموعہ "سوا سو سانیٹ" میں دوسرا سانیٹ مناجات پر مشتمل ہے جس کا عنوان بھی "دعا" ہے۔ تیسرا سانیٹ بھی حمد یہ ہے:

عالم الغیب

ایک احساس یہ رہ رہ کے مجھے ہوتا ہے
کوئی طاقت ہے جو ہے میرے عمل کی نگراں
جھانکتی ہے جو دریچوں سے یہاں اور وہاں
درمیانی یہ جمادات کا جو پردہ ہے
آئینہ خانہ ہے اک اور حسیں دھوکہ ہے
فرش تا عرش، فلک، بحر، زمیں، کوہِ گراں
ذرے ذرے میں سمایا ہے کوئی جبرِ نہاں
کسی جبروت سے عالم یہ تہہ و بالا ہے
ذی ارادہ ہے وہ اور سمع و بصر کا مالک
دور، نزدیک، برابر ہے نظر میں اس کی

نور ہی نور ہے یکساں ہیں اسے غیب و شہود
سامنے اس کے نہیں کوئی اندھیرے کا وجود
اجلا تاریک برابر ہے نظر میں اس کی
ہے وہ خیر و شرِ انجامِ بشر کا مالک(8)

مندرجہ بالا سانیٹ پیٹرارکی طرز میں ہے۔

شائقؔ وارثی کا مجموعہِ سانیٹ "نغمات" کے نام سے 1942ء میں لکھنو سے شائع ہوا۔ جو کہ اردو سانٹوں کا پہلا مجموعہ ہے۔ یہ مجموعہ 51 سانٹوں پر مشتمل ہے۔ اور تمام سانیٹ انگریزی یعنی شکسپیرئین طرز میں ہیں۔ پیش لفظ اور انتساب سمیت جو فہرست کتاب کے آغاز میں دی گئی ہے۔ اس فہرست میں 53 کے بعد 55 لکھا گیا ہے 54 نمبر کا اندراج ہی نہیں ہے۔ اس مجموعہ کا 47واں سانیٹ حمد یہ ہے:

معیارِ عشق

در حقیقت اہلِ گلشن نے فقط تیرے لئے
چاک کر ڈالا ہے اپنا دامنِ ہست و نمود
بلبلِ شوریدہ سر گریاں ہے تیرے واسطے
توڑ ڈالے غنچہ و گل نے حجابوں کے قیود
لیکن اے حسنِ سراپا، ہو مری جرات معاف
اور ہی کوئی ہے جس کے عشق میں مخمور ہوں
آج اظہارِ حقیقت کے لیے مجبور ہوں
میں اسی کے واسطے رہتا ہوں یوں آشفتہ حال
جس کی رنگینی گل و ریحان میں ہے جلوہ نما
صرف ا سی کے واسطے ہے یہ مرا رنج و ملال
جس کے جلوؤں سے معطر ہے دو عالم کی فضا
ہاں سوا اس کے مرے دل میں کسی کی چاہ نہیں
میں کسی کے حسن کا احساس کر سکتا نہیں (9)

ڈاکٹر ناظمؔ جعفری جو کہ ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہیں ان کا سانیٹ کا مجموعہ "تنویرِ خیال" کے نام سے منظرِ عام پر آ چکا ہے۔ کتاب کا نام ان کی مرحومہ بیوی تنویر سحر کے نام کی مناسبت سے رکھا گیا ہے۔ اس سے قبل ناظم جعفری صاحب کے مجموعے "تنویرِ غزل:،" تنویر عزا" اور "تنویرِ قصائد"

کے نام سے چھپ چکے ہیں۔ اردو شاعری میں ہمیشہ سے حمد سے کلام کا آغاز کرنے کی روایت پختہ رہی ہے جسے سانیٹ نگار شاید دانستہ بدلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ شائقؔ وارثی کی طرح ناظمؔ جعفری نے بھی کتاب کے تقریباً آخر میں حمدیہ سانیٹ درج کیا ہے:

التماس کرم

پالنے والے ترے رحم و کرم پر ہم ہیں
حاکم کون و مکاں تو ہے سبھی ہیں محکوم
فرصتِ زیست ہے محدود وسائل کم ہیں
تجھ پہ سب کچھ ہے عیاں تجھ کو ہے سب کچھ معلوم
ہم غلط کار و گنہگار و خطا وار سہی
تجھ کو کہتے ہیں مگر غیظ کا پینے والا
ظرف سے اپنے زیادہ کے طلبگار سہی
تو تو واقف ہے کہ ہے کون قرینے والا
حشر میں پوچھے گا ماضی کی حکایت ہم سے
حافظہ ایسا کہاں ہے کہ بتائے گا کوئی
کچھ نہ ہو گا بجز اظہارِ ندامت ہم سے
آئینہ دیکھ کے کیا حال سنائے گا کوئی
دل پشیماں ہے زباں بند ہے آنکھیں نم ہیں
پالنے والے ترے رحم و کرم پر ہم ہیں(10)

رشیدؔ وارثی فرزندِ ستارؔ وارثی دبستانِ وارثی کے مہکتے ہوئے گلابوں میں سے ایک نام ہے۔ نعت گوئی میں انہیں ایک بلند مقام حاصل ہے۔ آپ کا ایک حمدیہ سانیٹ درج ذیل ہے:

جو حدِ امکاں سے ماورا ہے اسی کو زیبا ہے کبریائی
اسی کی جلوہ گری ہے ہر سو سوادِ کون و مکاں کی زینت
اسی کی ہیبت سے سرنگوں ہے فرازِ عرشِ علیٰ کی رفعت

وہ دونوں عالم پہ مہرباں ہے اسی کی دیتے ہیں سب دہائی
اسی کی ہستی غنیِ کل ہے اسی کی محتاج ہے خدائی
دلوں کے اندر چھپے ارادوں کو نیتوں کو وہ جانتا ہے
اسی کی قدرت کی دسترس میں ہر ابتدا ہے ہر انتہا ہے
اسی کی عظمت کی ترجماں ہے شعورِ انساں کی نارسائی
وہ ذاتِ یکتا حروف مدحت نقوشِ سجدہ سے ماوراء ہے
یہ بزمِ فطرت کے سب مظاہر اسی کی تسبیح کر رہے ہیں
اسی کی صورت گری پہ حیراں تمام اہلِ ہنر رہے ہیں
وہ ذاتِ اقدس ہی کبریا ہے مجھے یقیں ہے وہی خدا ہے
لبانِ خیر الوریٰ ﷺ کی زینت شان کی ہے شانِ کبریائی
رشید لیکن رضائے حق ہے درود بر ذاتِ مصطفائی(11)

عزیزؔ تمنائی نے برگِ نوخیز کے دیباچہ میں سانیٹ نگاری کو گوہر تراشی کے مماثل قرار دیا ہے۔ اس کی وسعت کو صراحی میں سمندر بند کرنا کہا ہے۔ ان کے خیال میں سانیٹ کے شاعر کو چاہیے کہ کم سے کم الفاظ میں اپنا مدعا بیان کرے اور اسلوب بیاں میں ایک ارتقاء ہمیشہ شاعر کے پیشِ نظر ہونا چاہیے(12)

عزیزؔ تمنائی نے سانیٹ کی پابندیوں کا خیال کم ہی رکھا ہے البتہ موضوعات کی رنگا رنگی اور خیالات کی شگفتگی کی بنا پر یہ مجموعہ لاجواب ہے۔ اس کتاب کا پہلا سانیٹ حمدیہ ہے:

تیرے دربار میں پہنچا ہوں بڑی دیر کے بعد
آستاں دیکھے بہت اونچے بہت پاکیزہ
کھینچ کر لے گئی مجھ کو کششِ حسن و جمال
محوِ نظارہ رہے قلب و نظر خواب و خیال
میکدہ، بت کدہ، آتش کدہ گھوم آیا ہوں
سرحدِ ارض و سماوات کو چوم آیا ہوں
تیرے در لوٹ کے آیا ہوں بڑی دیر کے بعد
میری پیشانی تاباں ہے ابھی دوشیزہ

نغمہ و نور نے نکہت نے مجھے کھینچا تھا
فکر نے فن نے فراست نے مجھے سینچا تھا
عصرِ حاضر کے تقاضوں نے مجھے دی ترغیب
پھر بھی ہر لحہ رہا میں تری یادوں کے قریب
تیری رحمت کی جو ہو جائے نظر دیر نہیں
کہتے ہیں تیرے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں(13)

شعر و سخن میں ہیئت کے تجربے ہر دور اور ہر علاقے میں ہوتے رہے ہیں۔ عزیزؔ تمنائی جنہیں اردو زبان میں سب سے زیادہ سانیٹ کہنے کا اعزاز حاصل ہوا ہے۔ ان کا مجموعہ "برگِ نو" خیز اردو سانیٹوں کا دوسرا مجموعہ ہے (اگر چہ اس کے سرورق پہ اردو زبان میں سانیٹ کا پہلا مجموعہ کے الفاظ درج ہیں)۔ اس میں موجود بہت سے سانیٹ ہیئت کے اعتبار سے مکمل سانیٹ نہیں ہیں، تاہم اس مجموعہ کی قدر و قیمت مسلم ہے۔ پیٹرارک جب لارا کے حسن سے مبہوت ہو کر دل و جان سے گنگنا اٹھا تو سانیٹ کا جنم ہوا اور پھر پچاس سال تک وہ سانیٹ ہی لکھتا رہا۔ اس نے نہ صرف خود بے پناہ زندہ جاوید مقبولیت پائی بلکہ سانیٹ کو بھی مقبول ترین نظم بنا دیا۔ پیٹرارک کے بعد اطالیہ کے ہر شہر میں سانیٹ لکھے جانے لگے۔ کہا جاتا ہے کہ فرانس کے بادشاہ فرنسو اول نے اطالیہ کو فتح کر لیا تھا مگر اطالیہ کے فنونِ لطیفہ نے فرانسو کو فتح کر لیا۔ اسی کے ذریعے فرانس میں سانیٹ کا رواج ہوا اور پھر سب سے زیادہ سانیٹ فرانس میں ہی لکھے گئے۔ خوش آیند بات یہ ہے کہ اردو میں نا صرف سانیٹ لکھے جا رہے ہیں بلکہ سانیت میں حمد نگاری بھی ہو رہی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

1. عنوان چشتی، ڈاکٹر، اردو شاعری میں ہیئت کے تجربے، دلی: انجمن ترقی اردو ہند، 1975، ص:172
2. ایضاً، ص:174
3. تنویر پھول، ارحم الراحمین، کراچی: جہانِ حمد پبلی کیشنز، 2005ء، ص:17
4. ایضاً، ص:44-45
5. ایضاً، ص:73-74
6. حنیف کیفی، اردو شاعری میں سانٹ، دہلی: جمال پرنٹنگ پریس، 1975ء، ص:168
7. خلیل الرحمٰن راز، سوا سو سانیٹ، دہلی: دین و دانش پبلی کیشنز، 1993ء، ص:43-44
8. ایضاً، ص:45-46
9. شائق وارثی، نغمات، لکھنو: یونائٹڈ انڈیا پریس، 1943ء، ص:61

10. ڈاکٹر ناظم جعفری، تنویرِ خیال، اتر پردیش: اردو اکیڈمی، س-ن ص:96-97
11. رشید وارثی،
12. عزیز تمنائی، ڈاکٹر، دیباچہ برگِ نوخیز، مدراس: دار التصنیف، 1963ء
13. عزیز تمنائی، ڈاکٹر، برگِ نوخیز، مدراس، ص:1-2

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Roman Havalajat

1. Unwān Chishti, Dr.: *Urdu Shā'irī Mein Haiyat ke Tajribay*, Dehli: Anjuman-e-Taraqqī-e-Urdu Hind, p. 172.
2. Ibid, p. 174.
3. Tanveer Phool: *Arham-ur-Raḥīmīn*, Karachi: Janān-e-Ḥamd Publications, 2005, p. 17.
4. Ibid, p. 44-45.
5. Ibid, p. 73-74.
6. Ḥanīf Kefi: *Urdu Shā'irī Mein Sonnet*, Dehli: Jamāl Printing Press, 1975, p. 168.
7. Khalīl-ur-Reḥmān Rāz: *Sawā So Sonnet*, Dehli: Dīn-o-Danish Publications, 1993, p. 43-45.
8. Ibid, p. 45-46.
9. Shā'iq Warsi: *Naghmāt*, Lakhnau: United India Press, 1943, p. 51.
10. Dr. Nāẓim Jafrī: *Tanvīr-e-Khayāl*, Uttar Pradesh: Urdu Academy, N.D., p. 96-97.
11. Shā'iq Warsi: *Naghmāt*, p. 76.
12. Dr. 'Azīz Tamn'āī: *Dībācha Barq-e-Naukhez*, Madras: Dār-ul-Taṣnīf, 1963.
13. Dr. 'Azīz Tamn'āī: *Barq-e-Naukhez*, Madras, p. 1-2.